خواتین سے متعلق قبائلی رسوم ورواج: فقہ السیرۃ اور پاکستانی قوانین کے تناظر میں ایک جائزہ

Tribal Rites and Costoms Related to Women: A Review in the Context of Fiqh Al Sīrah and Pakistani Laws

ڈاکٹر ابظاہر خان[i] ڈاکٹر محمد طاہر[ii] ڈاکٹر حافظ حفاظت اللہ[iii]

Abstract

Allah Almighty made man and woman a source of peace for each other, but this goal can be achieved if both sexes respect each other's rights, which order has given by the Islamic law to everyone. The rights preserved by Sharī'a are the guarantee of a peaceful family and social life. But unfortunately in the tribal areas the women are deprived of their basic rights and freedoms. As a result the women of these areas are suffering from various Psychological and mental diseases and on the basis of these facts women are unable to fulfill their social responsibilities which is an injustice to a healthy society. Although different organizations have been working for women's rights and laws are being made through the Legislative Assemblies, and till now no significant improvement has been made in the situation of tribal women. Before the revelation of the Holy Prophet, the society had fallen into these rituals and The Prophet S.A.W very wisely put an end to the cruel tribal traditions and customs by presenting himself as a role model. Therefore, even in the present era Women's secure lives and legitimate rights is possible when a permanent solution to this problem should be searched in light of Sīrah. In this regard, the existing laws in Pakistan should also be reviewed to find out how these laws can be made more effective in respect of women tribal rituals and customs. In this research paper these things are discussed in detail.

Key words: Sharī'a, Sīrah, Tribal Customs and Rituals, Peacefull Society

تعارف

اللہ تعالیٰ نے مرد و عورت کو ایک دوسرے کے لئے سکون کا باعث بنایا۔ لیکن یہ مقصد اس وقت حاصل ہونا ممکن ہے

i ایسوسی ایٹ پروفیسر ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان

ii ایسوسی ایٹ پروفیسر ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان

iii ایسوسی ایٹ پروفیسر ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک تھیالوجی، اسلامیہ کالج یونیورسٹی، پشاور

جب دونوں صنف ایک دوسرے کے ان حقوق کی پاسداری کرے جو شریعت اسلامی نے ان میں سے ہر ایک کو عطا کی ہے۔ شریعت کے مقرر کردہ حقوق ہی پر سکون گھریلوں اور معاشرتی زندگی کی ضمانت ہے۔ لیکن بدقسمتی سے قبائلی معاشرے میں صنف نازک کو اپنے بنیادی حقوق اور آزادی سے محروم رکھا جاتا ہے، جس کی وجہ سے ان علاقوں کی عورتیں مختلف قسم کی نفسیاتی امراض اور خوف کا شکار رہتی ہیں۔ انہی وجوہات کی بناپر یہاں کی عورتیں اپنی معاشرتی ذمہ داریاں ادا کرنے سے قاصر رہتی ہیں جو ایک صحتمند معاشرے کے لئے زہر قاتل ہے۔ اگرچہ ایک عرصہ سے بیسیوں تنظیمیں خواتین کے حقوق کے لئے کام کر رہی ہیں اور قانون ساز اسمبلیوں کے ذریعے قوانین بھی بنائے جارہے ہیں، لیکن تاحال قبائلی عورتوں کے حالات میں نمایاں بہتری لانے کو ممکن نہیں بنایا جاسکا ہے۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے معاشرہ انہی رسومات وقبائلی روایات میں گرا ہوا تھا اور آپ نے انتہائی دانشمندی سے خود کو بطور نمونہ پیش کر کے ان ظالمانہ قبائلی روایات ورسومات کی بیخ کنی کی۔ اس لئے موجودہ دور میں بھی صنف نازک کو محفوظ زندگی اور اس کے حقوق تب ہی دلائے جائے سکتے ہیں کہ سیرت طیبہ کی روشنی میں ان رسومات کا جائزہ لے کر اس کا مستقل حل سامنے لایا جائے اور اس حوالے سے پاکستان میں موجودہ قوانین کا بھی جائزہ لیا جائے تاکہ یہ بات سامنے لائی جاسکے کہ ان قوانین کو کس طرح مزید موئثر بنایا جاسکتا ہے۔

اس لئے اس بات کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ قبائلی معاشرے کی مذہبی ذہنیت اور یہاں کے باشندوں کی رسول اللہ ﷺ کی ذات وتعلیمات سے بے پناہ لگاؤ کو مدنظر رکھ حقوق نسواں کے منافی رسوم ورواج کو سیرت طیبہ کی روشنی میں جانچا جائے اور ان کا مستقل حل پیش کیا جائے اس کے ساتھ ان رسوم ورواج سے متعلق پاکستان کی موجودہ وضعی قوانین کو زیر بحث لا کر ان کو موئثر بنانے کے لئے تجاویز دی جائیں۔ اسی ضرورت کو مدنظر رکھ کر زیر نظر آرٹیکل میں قبائلی معاشرے میں رائج حقوق نسواں کے منافی رسوم ورواج کا سیرت طیبہ کی روشنی میں جائزہ پیش کیا گیا۔ جس میں خاص طور پر وراثت، نکاح اور عورت کے معاشرتی مقام سے متعلق قبائلی روایات کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ چونکہ قبائلی معاشرہ مذہب سے لگاؤ رکھنے والا معاشرہ ہے اس لئے ان معاشرتی برائیوں اور صنفی امتیاز کے متعلق سیرت طیبہ کی تعلیمات سے شریعت کا نقطۂ نظر سامنے لانا عوامی سطح پر ان کے خاتمے میں معاون ہوگا۔ اسی طرح یہ تحقیق ان رسوم ورواج سے متعلق موجودہ وضعی قوانین کو موئثر بنانے میں مددگار ثابت ہوگا۔

آرٹیکل میں ابتدائی طور قبائلی علاقہ جات میں صنف نازک سے متعلق رسوم ورواج کا سیرت طیبہ کی روشنی میں جائزہ پیش کیا جائے گا اور ان کے متعلق وضعی قوانین کو بھی زیرِ بحث لایا جائے گا۔ آرٹیکل کے آخری حصے میں تحقیق سے اخذ شدہ نتائج ذکر کئے جائیں گے۔

نکاح میں اختیار سے محرومی

پاکستان سے ملحقہ قبائلی علاقہ جات میں عورتوں کو درپیش مسائل میں سے کچھ نکاح سے متعلق ہیں۔ نکاح سے متعلقہ مسائل میں سے سب سے سنگین مسئلہ نکاح میں اختیار کا سلب کرنا اور جبری شادی کی صورت میں ہے۔ قبائلی علاقہ جات میں نکاح

کے معاملے میں عورت کی رائے کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی اور بسا اوقات اس کی مرضی کے مکمل خلاف اس کا رشتہ طے کر دیا جاتا ہے اور اس کے انکار پر نتیجہ جسمانی وذہنی تشدد اور بعض اوقات موت کی صورت میں نکلتا ہے۔

نکاح میں اختیار سے محرومی کے متعلق سیرت طیبہ کی تعلیمات

اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء کے جوڑوں کی طرح بنی نوع انسان کو بھی جوڑوں کی شکل میں پیدا فرمایا اور ان کو ایک دوسرے کے لئے سکون کا باعث قرار دیا، ارشاد ربانی ہے:

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا[1]

"وہ خدا ہی تو ہے جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ اس سے راحت حاصل کرے۔"

اور اسی سکون کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ نے نکاح کو مشروع کر دیا ہے، لیکن نکاح سکون واطمینان کا باعث تب ہوگا، جب کہ نکاح سے متعلقہ تمام معاملات فریقین کی باہمی رضامندی سے طے پائیں۔ کیونکہ نکاح عبادت کے ساتھ ساتھ مرد وعورت کے مابین ایک سماجی معاہدہ (Social Contract) بھی ہے اور اس کی پائیداری دونوں فریقوں کی رضا اور عزت نفس کا خیال رکھنے سے متعلق ہے۔ اس کے برعکس اگر فریقین میں سے کسی ایک کو بھی مجبور کیا جائے یا اس کی مرضی کے خلاف معاملات طے کئے جائیں، تو نکاح سکون واطمینان کی بجائے مزید بے سکونی وبے اطمینانی اور معاشرتی مسائل کا سبب بنتی ہے۔

معاشرے کا امن وسکون اور معاشرتی بگاڑ سے بچنے کے لئے آئندہ نسل کی صحیح نہج پر تربیت نکاح پر منحصر ہے، اس لئے رسول اللہ ﷺ نے اس معاملے کو انتہائی اہمیت دی اور سیرت طیبہ میں جابجا نکاح کے متعلق رہنمائی کی مثالیں موجود ہیں۔ نکاح میں لڑکی کو اختیار دینے کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک لڑکی اپنے باپ کی شکایت لے کر آئی کہ باپ نے اس سے بغیر پوچھے اس کا نکاح کر دیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار دے دیا، سنن ابی داؤد میں منقول روایت میں اس واقعہ کا ذکر ان الفاظ میں موجود ہے:

أن جارية بكرا أتت النبي صلى الله عليه وسلم فذكرت أن أباها زوجها وهي كارهة فخيرها النبي صلى الله عليه وسلم[2]

"رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک باکرہ لڑکی آئی اور کہا کہ اس کے باپ نے اس کی رضامندی کے بغیر اس کا نکاح کر دیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار دے دیا۔"

اسی طرح جب سیدہ بریرہؓ آزاد کی گئی اور انہوں نے خیار عتق[3] کا استعمال کرتے ہوئے اپنے شوہر سے الگ ہونے کا فیصلہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو بطور مشورہ اپنے شوہر کو نہ چھوڑنے کا کہا اور کوئی حکم یا زبردستی نہ کی۔ سنن نسائی میں روایت ہے:

أن زوج بريرة كان عبدا يقال له مغيث كأني أنظر إليه يطوف خلفها يبكي ودموعه تسيل على لحيته فقال النبي صلى الله عليه وسلم للعباسيا عباس ألا تعجب من حب مغيث بريرة ومن بغض بريرة مغيثا؟فقال لها النبي صلى الله عليه وسلملو راجعتيه فإنه أبو ولدك قالت يا رسول الله، أتأمرني؟ قال إنما أنا شفيع قالت فلا حاجة لي فيه[4]

"بریرہؓ کے شوہر ایک غلام تھے جن کا نام مغیث تھا، گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ اس کے پیچھے مدینہ کی گلیوں میں روتا ہوا گھومتا رہا

ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عباسؓ سے فرمایا کہ کیا تجھے مغیث کا بریرہ کے لئے محبت اور بریرہ کا مغیث کے ساتھ نفرت تعجب میں نہیں ڈالتی؟ پھر رسول اللہ ﷺ نے بریرہؓ سے فرمایا کہ تم مغیث کی طرف رجوع کرو کیونکہ وہ تمہارے بچے کا باپ ہے تو بریرہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ مجھے حکم دے رہے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں میں تو صرف سفارش کررہا ہوں، تو بریرہؓ نے کہا کہ مجھے مغیث میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"

حدیث بریرہؓ سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہﷺ نے حاکم ہوتے ہوئے بھی سیدہ بریرہؓ پر کوئی زبردستی کرنے کی بجائے محض یہ سفارش کی کہ اپنے شوہر کو نہ چھوڑے اور اس کے نہ ماننے پر رسول اللہﷺ نے کوئی ناراضگی ظاہر نہ کی، بلکہ اس کی مرضی کو بخوشی تسلیم کیا۔ لہٰذا ایک صحت مند اور پائیدار ازدواجی تعلق کے لئے ضروری ہے کہ سیرت طیبہ کی تعلیمات پر عمل کرکے نکاح میں لڑکی کی مرضی معلوم کرلی جائے۔

نکاح میں اختیار سے محرومی کے حوالے سے وضعی قانون

زبردستی کی شادی اور لڑکی کو نکاح میں اختیار سے محروم کرنے پر وضعی قوانین میں تعزیری سزا کا مستوجب جرم قرار دیا گیا ہے۔ تعزیرات پاکستان دفعہ 498-بی میں اس حوالے سے لکھا گیا ہے:

> Whoever coerces or in any manner whatsoever compels a woman to enter into marriage shall be punished with imprisonment of either description for a term , which may extend to seven years and shall also be liable to fine of five hundred thousand rupees[5].
>
> "جو کوئی بھی ایک عورت پر شادی کرنے کے لئے دباؤ ڈالتا ہے یا کسی بھی طریقہ خواہ کوئی بھی ہو مجبور کرتا ہے کو اتنی معیاد کے لئے کسی ایک نوعیت کی قید کی سزا دی جائے گی جو سات سال تک ہو سکے مگر تین سال سے کم نہ ہو گی اور پانچ لاکھ روپے جرمانہ کا بھی مستوجب ہو گا۔"

جائیداد میں اپنے حصہ سے محروم کرنا

پاکستان سے ملحقہ قبائل میں باپ کے جائیداد میں عورتوں کو ان کا حصہ نہیں دیا جاتا اور اس میں صرف انتاہی نہیں کہ باپ کی موت کے بعد میراث میں ان کو اپنے حصے سے محروم کیا جاتا ہے، بلکہ بسا اوقات باپ زندہ رہتے ہوئے جب جائیداد کی تقسیم کرتا ہے تو اس وقت بھی لڑکیوں کو نظر انداز کرتا ہے اور اس کے پیچھے عموماً یہ سوچ کارفرما ہوتا ہے کہ خاندانی جائیداد خاندان سے باہر نہ جائے۔ اس مقصد کے لئے کبھی کبھی لڑکیوں کا رشتہ بھی نہیں دیا جاتا اور وہ بغیر شادی کے تمام عمر گزارتی ہے۔ جائیداد سے محرومی کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ عورت معاشی طور پر چونکہ مردوں کے رحم و کرم پر ہوتی ہے، تو گھریلوں معاملات میں ان کو ثانوی حیثیت حاصل ہوتی ہے اور تمام عمر احساس کمتری کا شکار رہتی ہے۔

جائیدا میں حصہ نہ دینے کے متعلق سیرت طیبہ کی تعلیمات

شریعت اسلامی نے باپ کی جائیداد میں مرد و عورت دونوں قسم کی اولاد کے لئے حصے مقرر کئے ہیں۔ تاکہ مردوں کی طرح

عورتیں بھی معاشی طور پر مستحکم ہو اور احساس کمتری کا شکار نہ ہو۔ اسی طرح گھریلوں معاملات میں بھی آزادی کے ساتھ اپنی رائے کا اظہار کر سکیں۔

باپ کی زندگی ہی میں جائیداد سے محروم رکھنے کا جو مروجہ طریقہ ہے، اس کی مذمت میں سیرت طیبہ کی کئی واقعات موجود ہیں، جیسے صحیح البخاری میں روایت ہے:

سألت أباه بعض الموهبة من ماله لابنها فالتوى بها سنة ثم بدا له فقالت لا أرضى حتى تشهد رسول الله صلى الله عليه وسلم على ما وهبت لابني فأخذ أبي بيدي وأنا يومئذ غلام فأتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله إن أم هذا بنت رواحة أعجبها أن أشهدك على الذي وهبت لابنها فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا بشير ألك ولد سوى هذا؟ قال نعم فقال أكلهم وهبت له مثل هذا؟ قال لا قال فلا تشهدني إذا فإني لا أشهد على جور[6]

"میری ماں نے میرے باپ سے کہا کہ میرے بیٹے کے لئے مال کا کچھ حصہ ہبہ کر دیجئے تو وہ ایک سال تک ٹالتے رہے پھر جب وہ راضی ہوئے تو میری ماں نے کہا کہ میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گی جب تک تم کو رسول اللہ اس ہبہ پر گواہ نہ بناؤ۔ تو میرے باپ نے میرا ہاتھ پکڑا، جب کہ میں ابھی بچہ تھا اور رسول اللہ کے پاس آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! اس کی ماں (بنت رواحہ) چاہتی ہے کہ میں آپ کو اپنے بیٹے کے ہبہ پر گواہ بناؤ تو رسول اللہ نے فرمایا کہ اے بشیر! تمہاری اس کے علاوہ اور کوئی اولاد ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نے سب کو ایسا ہبہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ نہیں تو رسول اللہ ﷺ فرمایا کہ اس معاملے پر مجھے گواہ مت بناؤں کیونکہ میں ظلم پر گواہی نہیں دیتا۔"

اسی طرح عورتوں کو میراث میں حصہ سے محروم کرنے کا سوچ اور طریقہ مختلف معاشروں میں رائج رہا ہے، لیکن شریعت اسلامی نے اسکی تردید فرمائی، خود رسول اللہ نے اس عمل سے منع فرمایا، جیسے کہ سنن ابن ماجہ میں روایت ہے:

من فر من ميراث وارثه قطع الله ميراثه من الجنة يوم القيامة[7]

"جس نے اپنے میراث میں سے وارث کا حصہ روکا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنت میں اس کے حصے کو روک لے گا۔"

اسی طرح جائیداد میں کسی کا حصہ نہ دے کر خود قابض ہونے کے متعلق رسو اللہ کا ارشاد ہے:

من أخذ شبرا من الأرض ظلما فإنه يطوقه يوم القيامة من سبع أرضين[8]

"جس نے کسی کی ایک بالشت زمین بزور چھینی، قیامت کے دن ساتویں زمین تک اس کا طوق بنا کر اس کے گردن میں پہنایا جائے گا"

ان احادیث سے کسی کے جائیداد پر قبضہ کی حرمت واضح طور پر معلوم ہوتی ہے، اس لئے سیرت طیبہ کی تعلیمات کو سامنے رکھنا چاہیئے، چاہے باپ کی موت سے پہلے ہو یا بعد میں، دونوں حالتوں میں عورتوں کو جائیداد میں سے ان کا حصہ ضرور دینا چاہیئے۔

عورت کو میراث میں اس کے حصے سے محروم کرنے کے حوالے سے وضعی قانون

عورت کو جائیداد یا میراث میں اس کے حصے سے محروم کرنے کو وضعی قوانین تعزیری جرم قرار دیا گیا ہے۔ تعزیرات پاکستان دفعہ 498-اے میں اس حوالے سے لکھا گیا ہے:

Whoever by deceitful or illegal means deprives any women from inheriting any movable or immovable property at the time of opening of succession shall be punished with imprisonment for either description for a term which may extend to ten years but not be less than five years or which a fine of one million rupees or both[9].

"جو کوئی بھی دھوکہ دہی یا غیر قانونی ذرائع سے کسی عورت کو جانشینی کے آغاز ہونے کے وقت کسی منقولہیا غیر منقولہ جائیداد کو وراثت میں ملنے سے محروم کرتا ہے، کو اس میعاد کے لئے کسی ایک نوعیت کی قید کی سزا دی جائے گی جو دس سال تک ہو سکتی ہے مگر پانچ سال سے کم نہ ہو گی یا دس لاکھ جرمانہ کے ساتھ یا دونوں سزائیں دی جائے گی۔"

غیرت کے نام پر قتل

قبائلی علاقہ جات میں عورت کے ساتھ کسی قسم کے ناجائز تعلق کو چادر اور چار دیواری کی حرمت کی پامالی تصور کیا جاتا ہے اور ایسے جرائم قبائل کی نظر میں ناقابل معافی تصور کئے جاتے ہیں۔ایسی صورتحال میں کسی تخصیص کے بغیر مرد و عورت کو قتل کیا جاتا ہے۔حالانکہ ان کا جرم شریعت و قانون کی نظر میں قابل سزا بھی نہیں ہوتا مثلاً اپنے اختیار سے نکاح کرنا، بیوی پر ناجائز تعلقات کا محض شک ہونا یا دیگر ایسی حرکات جس کی کسی صورت حوصلہ افزائی نہیں کی جاسکتی لیکن اس بنیاد پر کسی کو بغیر عدالتی فیصلے کے قتل کرنا کسی صورت جائز نہیں۔ایسے واقعات سے معاشرے پر انتہائی برے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور خوف و دہشت کا ماحول بن جاتا ہے، جس کی وجہ سے وہاں کی عورتیں ذہنی دباؤ اور مختلف قسم کی نفسیاتی بیماریوں کا شکار رہتی ہے۔

غیرت کے نام پر قتل کے متعلق سیرت طیبہ کی تعلیمات

شریعت اسلامی میں انسانی زندگی سے متعلق ہر قسم کی حالات اور مسائل کا حل موجود ہے۔معاشرے کو بے راہ روی سے بچانے اور مجرمانہ ذہنیت کے خاتمے کے لئے قوانین اور سزائیں موجود ہیں، لیکن ان کا اختیار فرد واحد کی بجائے حکومت کو دیا گیا ہے، کیونکہ سزاؤں کا اجراء افراد کے ہاتھوں میں دینے سے فساد کا قوی اندیشہ ہوتا۔غیرت کے نام پر قتل کے لئے قبائل میں جن جرائم کو بنیاد بنا کر پیش کیا جاتا ہے، ان میں سب سے سنگین اپنی بیوی پر ناجائز تعلقات کا شبہ ہونا ہوتا ہے۔سیرت طیبہ میں ایسے واقعات کی مثالیں موجود ہیں کہ رسول اللہﷺ کے پاس اپنی بیوی پر ناجائز تعلقات کی شکایت کی گئی تو آپ نے اس صورت میں بھی قانون ہاتھ میں لینے سے منع فرمایا جیسے صحیح مسلم میں روایت ہے:

أَرَأَيْتَ الرَّجُلَ يَجِدُ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ لَا قَالَ سَعْدٌ بَلَى وَالَّذِي أَكْرَمَكَ بِالْحَقِّ فَقَالَ رَسُولُ اللهِاسْمَعُوا إِلَى مَا يَقُولُسَيِّدُكُمْ[10]

"آپ کا کیا خیال ہے کہ کوئی اپنی بیوی کے ساتھ دوسرے شخص کو پائے تو کیا وہ اسے قتل کر دے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ سعد بولے ہر گز نہیں اسذات کی قسم جس نے آپکو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا تو رسول اللہ نے ازراہ حیرت فرمایا سنو، سنو تمہارا سردار کیا کہہ رہا ہے؟"

اسی طرح ایک اور روایت میں آیا ہے:

قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ يَا رَسُولَ اللهِ لَوْ وَجَدْتُ مَعَ أَهْلِي رَجُلًا لَمْ أَمَسَّهُ حَتَّى آتِيَ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ نَعَمْ قَالَ كَلَّا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنْ كُنْتُ لَأُعَاجِلُهُ بِالسَّيْفِ قَبْلَ ذَلِكَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ اسْمَعُوا إِلَى مَا يَقُولُ سَيِّدُكُمْ إِنَّهُ لَغَيُورٌ وَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ وَاللهُ أَغْيَرُ مِنِّي[11]

"سعد بن عبادہؓ کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی شخص کو پالوں تو میں اس کو کچھ نہیں کہہ سکتا حتی کہ چار گواہ لے آؤں تو رسول اللہ ﷺ بولے ہاں۔ سعد کہنے لگے ہر گز نہیں، قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں تو جلد ہی اس سے قبل تلوار سے اس کا کام تمام کر دوں گا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے کہا سنو اپنے سردار کی سنو۔ یہ بڑا غیور ہے اور میں اس سے زیادہ غیور ہوں اور اللہ مجھ سے بھی زیادہ غیرت مند ہے۔"

ان احادیث سے استدلال کرتے ہوئے فقہاء نے مرد و عورت کے قتل کو ناجائز کہا ہے[12]۔ قرآن کریم کی سورۃ النور میں ایسی صورتحال میں لعان[13] کا حکم دیا گیا ہے۔ لہٰذا قانون کو ہاتھ میں لینے کی بجائے وہی راستہ اختیار کیا جائے کہ جس سے فساد کا اندیشہ نہ ہو اور وہ راستہ سیرت طیبہ میں واضح طور پر بیان کر دیا گیا ہے کہ عدالت سے رجوع کر کے باعزت طور پر تفریق کر دی جائے۔

غیرت کے نام پر قتل کے حوالے سے وضعی قوانین

غیرت کے نام پر قتل کے لئے وضعی قوانین میں قصاص کے علاوہ الگ سے تعزیری سزا مقرر ہے، اور ۲۰۰۵ء میں ترمیم کے بعد اس کو "فساد فی الارض" کے کے اصول کے تحت لایا گیا ہے۔ تعزیرات پاکستان دفعہ ۳۱۱ میں اس حوالے سے لکھا گیا:

Notwithstanding anything contained in Section 309 or Section 310, where all the wali donot waive or compound the right of qisas, or [if] the principle of fasad-fil-arz theCourt may, having regard to the facts and circumstances of the case, punish anoffender against whom the right of qisas has been waived or compounded with [death orimprisonment for life or] imprisonment of either description for a term of which mayextend to fourteenyears as ta'zir - Providedthat if the offence has been committed in the name or on the pretext of honour,the imprisonment shall not be less than ten years[14].

"بلا لحاظ اس بات کے کہ دفعات ۳۰۹ اور ۳۱۰ میں شامل کسی شے کے جہاں تمام اولیا قصاص کے حق کو ترک کرنے یا راضی نامہ کرنے کے لئے تیار نہیں، اگر تو فساد فی الارض کا اصول اثر انداز ہوتا ہو تو عدالت مقدمات کے واقعات اور حالات کے پیش نظر ایک مجرم کو جس کے خلاف قصاص کا حق ترک کیا گیا ہو، سزا دے جو سزائے موت یا عمر قید، جس کی معیاد ۱۴ سال تک بجز تعزیر ہو گی۔ مگر شرط یہ ہے کہ اگر یہ جرم غیرت کے نام پر یا اس کی بنا پر کیا گیا ہے تو قید کی سزا دس سال کے عرصہ سے کم نہ ہو گی۔"

جسمانی تشدد

قبائلی علاقہ جات میں عورتوں کو درپیش مسائل میں سے ایک مسئلہ ان پر جسمانی تشدد کا ہونا ہے۔ جو ظاہری زخموں اور مختلف قسم کی جسمانی اور نفسیاتی امراض کا باعث بنتی ہے اور بچوں پر برُا اثر ڈالنے کے ساتھ ساتھ گھریلوں زندگی کے ناخوشگوار ہونے کا سبب بنتی ہے۔

جسمانی تشدد کے متعلق سیرت طیبہ کی تعلیمات

قرآن کریم میں مرد وعورت کے درمیان رشتہ ازدواج کو سکون کا باعث قرار دیا گیا[15] اور شریعت اسلامی نے طرفین کو یہ حکم دیا ہے کہ ہر صورت میں ایک دوسرے کے حقوق کی پاسداری کرتے ہوئے اس سکون کا حصول ممکن بنائے، جو کہ نکاح کا بنیادی مقصد ہے، ارشاد ربانی ہے:

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ[16]

"اور ان کے ساتھ اچھی طرح رہو سہو۔"

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

خيركم خيركم لأهله وأنا خيركم لأهلي[17]

"تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہلخانہ کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہو اور میں تم میں سے سب سے زیادہ اپنے اہلخانہ سے اچھا سلوک کرتا ہوں۔"

مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ شریعت اسلامی یہ تقاضا کرتا ہے کہ بیوی کو نہ مارا جائے اور سیرت طیبہ میں بھی اس عمل کو اچھی نظر سے نہیں دیکھا گیا، خود رسول اللہ ﷺ کے متعلق روایات میں آیا ہے کہ آپ مار پیٹ سے مکمل اجتناب فرماتے، جیسے سنن ابی داؤد میں روایت ہے:

ما ضرب رسول الله صلى الله عليه وسلم خادما ولا امرأة قط[18]

"رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی خادم یا عورت کو نہیں مارا۔"

اسی طرح رسول اللہ ﷺ سے جب ایک عورت نے رشتہ کے متعلق رائے طلب کی تو آپ نے اس عورت کو ایک مرد کے ساتھ نکاح کرنے سے صرف اس وجہ سے روکا کہ وہ اپنی ایک بیوی کو مارتا تھا، جیسے صحیح مسلم میں فاطمہ بنت قیس سے روایت ہے:

فلما حللت ذكرت له أن معاوية بن أبي سفيان وأبا جهم خطباني فقال رسول الله صلى الله عليه وسلمأما أبو جهم فلا يضع عصاه عن عاتقه[19]

"جب میری عدت ختم ہو گئی (تو میں رسول اللہ ﷺ سے کہا) کہ مجھے معاویہ بن ابو سفیان اور ابو جہم نے نکاح کا پیغام بھجوایا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابو جہم اپنی بیوی کو بہت زیادہ مارتا ہے۔"

جسمانی تشدد سے متعلق وضعی قانون

وضعی قوانین میں جسمانی تشدد کو جرم قرار دے کر اس پر تعزیری سزا مقرر کی گئی ہے۔ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 350 میں جبر مجرمانہ تعریف کرتے ہوئے کہا گیا کہ جو کوئی شخص کسی جرم کے ارتکاب کے لئے کسی شخص پر اس کی رضامندی قصداً جبر کرے یا اس نیت سے یا اس امر کے احتمال کے علم سے ایسا جبر کرنے سے وہ اس شخص کو جس پر جبر کیا گیا ہے، نقصان یا خوف یا رنج پہنچائے گا تو کہا جائے گا کہ اس شخص نے اس دوسرے شخص پر جبر مجرمانہ کیا[20]۔

تعزیرات پاکستان دفعہ 354 میں جبر مجرمانہ کے لئے سزا کا ذکر ان الفاظ کے ساتھ کیا گیا:

Whoever assaults or uses criminal force to any woman, intending to outrage or knowing itto be likely that he will thereby outrage her modesty, shall be punished with imprisonmentof either description for a term which may extend to two years or with fine, or with both[21].

"جو کوئی شخص کسی عورت پر حملہ یا جبر مجرمانہ کرے یہ نیت کر کے یا اس امر کا احتمال جان کر کہ وہ اس کے ذریعہ سے اس کی غفلت میں خلل ڈالے تو شخص مذکور کو دونوں قسموں میں کسی قسم کی قید کی سزا دی جائے گی جس کی میعاد دو برس تک ہو سکتی ہے یا جرمانے کی سزا یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔"

بیک وقت تین طلاق دینا

قبائلی معاشرے میں میاں بیوی کے درمیان ناچاقی کی صورت میں اگر نوبت طلاق تک پہنچ جائے تو شوہر اللہ تعالی کے دیئے ہوئے حق طلاق کا غلط استعمال کر کے بیک وقت تین طلاق دیتا ہے اور واپسی کے تمام راستے مکمل طور پر بند کر دیتا ہے۔ پھر اگر جرگہ وغیرہ سے صلح ہو جائے تو عورت کو حلالہ جو ایک مشروع لیکن مبغوض عمل ہے، پر مجبور کر دیا جاتا ہے۔

طلاق دینے میں سیرت طیبہ کی تعلیمات

اسلام دین فطرت ہے اور اس میں ہر جنس کے فطرت کی مکمل رعایت رکھی گئی ہے۔ میاں بیوی کے درمیان ازدواجی تعلق ایک تاحیات بندھن ہوتا ہے، لیکن بعض اوقات میاں بیوی کے درمیان ذہنی و معاشرتی تفاوت اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ ان کے لئے ایک ساتھ وقت گزارنا اور رشتہ ازدواج کو برقرار رکھنا مزید معاشرتی مسائل کو جنم دینے کا سبب بنتا ہے۔ لہذا ایسے صورتحال میں انسانی فطرت کی مکمل رعایت رکھتے ہوئے، اللہ تعالی نے طلاق کو مشروع کر دیا ہے، تاکہ میاں بیوی کے پاس ایک دوسرے سے الگ ہونے کا ایک باعزت راستہ باقی رہے۔ لیکن طلاق دیتے ہوئے بھی رجوع کی صورت میں واپسی کا ایک راستہ کھلا رکھا گیا ہے۔

سیرت طیبہ میں ایسی کئی مثالیں موجود ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ نے بیک وقت تین طلاقوں پر نکیر فرمائی، جیسے سنن نسائی کی روایت ہے:

أخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم عن رجل طلق امرأته ثلاث تطليقات جميعا فقام غضبانا ثم قالأيلعب بكتاب الله وأنا بين أظهركم؟حتى قام رجل وقال يا رسول اللهألا أقتله؟[22]

"رسول اللہ کو ایک شخص کے متعلق بتایا گیا کہ اس نے بیک وقت اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں۔ رسول اللہ غصے سے کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ میری موجودگی میں کتاب اللہ کے ساتھ مذاق کرتے ہو۔"

اسی طرح فقہ اسلامی میں بیک وقت تین طلاق دینے والے کو گنہگار کہا گیا ہے، جیسے ہدایہ میں ہے:

وطلاق البدعة أن يطلقها ثلاثا بكلمة واحدة أو ثلاثا في طهر واحد فإذا فعل ذلك وقع الطلاق وكان عاصيا[23]

"طلاق بدعی سے مراد یہ ہے کہ ایک ہی کلمہ کے ساتھ یا ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دی جائے، اگر کوئی ایسا کرے تو طلاق

واقع ہو گی، لیکن طلاق دینے والا گنہگار ہو گا۔"

مذکورہ بالا دلائل یہ بات واضح طور پر سامنے آگئی ہے کہ بیک وقت تین طلاق دینا اگرچہ نافذ ہو جاتی ہیں، لیکن ایسا کرنا حرام اور باعث گناہ ہو گا کیونکہ اس کے نتیجے میں معاشرتی بگاڑ و مسائل پیدا ہونے کا خدشہ ہوتا ہے اور عورت کی حق تلفی ہوتی ہے۔ لہٰذا سیرت طیبہ کی تعلیمات کو سامنے رکھتے ہوئے بیک وقت تین طلاق دینے کی حوصلہ شکنی کر کے لاتعداد معاشرتی مسائل سے بچا جا سکتا ہے۔

بیک وقت تین طلاق دینے کے متعلق وضعی قانون

بیک وقت تین طلاق دینے کو تعزیری جرم قرار دینے کا معاملہ اس وقت اسلامی نظریاتی کونسل کے زیر غور ہے۔ بیک وقت تین طلاق دینے پر ایک لاکھ روپے جرمانہ پر کونسل کے ارکان کا اتفاق ہو چکا ہے لیکن چھ ماہ سے ایک سزا قید کی سزا پر ابھی تک اتفاق نہیں ہو سکا[24]۔

بیوگی اور طلاق کے بعد نکاح کے حق سے محرومی

پاکستان سے ملحقہ قبائلی علاقہ جات میں عورتوں کو درپیش مسائل میں سے ایک طلاق اور بیوگی کے بعد نکاح کے حق سے محروم کرنا ہے۔ اس حق سے محرومی کی وجہ سے دیگر مشکلات کے ساتھ عورت کی حیثیت ایک قیدی کی طرح ہو جاتی ہے۔

اگر کہیں بیوگی کے بعد خوش قسمتی سے نکاح کی اجازت مل بھی جائے تو اس کو اختیار سے مکمل طور پر محروم رکھ کر سسرال کے رحم وکرم پر چھوڑا جاتا ہے اور سسرالی اس کے متعلق جو فیصلہ کرتے ہیں اسے ہر حال میں وہ ماننا پڑتا ہے۔

طلاق و بیوگی کے بعد نکاح سے متعلق سیرت طیبہ کی تعلیمات

عورت کو نکاح میں اختیار سے متعلق اوپر تفصیل سے بحث کی جا چکی ہے، لیکن شریعت مطہرہ میں طلاق و بیوگی کے بعد اس کا یہ اختیار مزید مستحکم ہو جاتا ہے اور اس کی واضح طور پر رضامندی کے بغیر نکاح کا انعقاد بھی نہیں ہوتا، جیسے حدیث مبارک میں آتا ہے :

لا تنكح الأيم حتى تستأمر ولا تنكح البكر حتى تستأذن قالوا يا رسول الله وكيف إذنها؟ قالأن تسكت[25]

"ثیبہ عورتوں کا نکاح ان کی اجازت کے بغیر نہ کیا کرو اور باکرہ لڑکیوں کی رضا معلوم کئے بغیر ان کا نکاح نہ کرایا کرو۔ کہا گیا کہ یارسول اللہ اس کی رضا سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: اس کی خاموشی رضا ہے۔"

اس حدیث مبارک میں واضح طور پر بتایا گیا کہ ثیبہ عورتوں کا نکاح ان کی واضح طور پر اجازت پر موقوف ہو گا۔ رسول اللہ ﷺ نے خود جتنے بھی نکاح کئے ہیں، سیدہ عائشہؓ کے علاوہ سب ازواج مطہرات بیوہ یا مطلقہ تھیں[26] اور تمام ازواج سے ان کی مکمل رضا معلوم کرنے کے بعد ہی نکاح کیا ہے، جیسا کہ حدیث مبارک میں آتا ہے کہ رسول اللہ نے سیدہ ام سلمہؓ کو نکاح کا پیغام بھیجا تو انہوں نے ابتدائی طور پر کسی وجہ سے منع کر دیا، جب رسول اللہ نے ان کا اشکال دفع فرمایا تو وہ نکاح کے لئے تیار ہو گئی، جیسے کہ صحیح مسلم میں منقول روایت میں ہے :

قالت أرسل إلي رسول الله صلى الله عليه وسلم حاطب بن أبي بلتعة يخطبني له فقلت إن لي بنتا وأنا غيور فقالأما ابنتها فندعو الله أن يغنيها عنها وأدعو الله أن يذهب بالغيرة[27]

"ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حاطب بن ابی بلتعہ کے ذریعے مجھے نکاح کا پیغام بھیجا، تو میں نے انہیں جواب دیا کہ میری دو بیٹیاں ہیں اور میں بہت زیادہ غیرت مند ہوں۔ تو انہوں جواب دیا کہ تمہاری بیٹیوں کے لئے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ انہیں تم سے بے پرواہ کر دے اور (اپنے شوہر کے علاوہ دیگر مردوں سے پردہ رکھنے کے متعلق) تمہاری غیرت کے متعلق بھی دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کو زائل کر دے۔"

اسی طرح جب سیدہ زینب کو طلاق ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ کے پیغام نکاح پر انہوں نے استخارہ کے بعد کوئی فیصلہ کرنے کا کہا، جیسے صحیح مسلم کی روایت میں ہے:

لما انقضت عدة زينب قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لزيدفاذكرها علي قال فانطلق زيد حتى أتاها وهي تخمر عجينها قال فلما رأيتها عظمت في صدري حتى ما أستطيع أن أنظر إليها أن رسول الله صلى الله عليه وسلم ذكرها فوليتها ظهري ونكصت على عقبيفقلت يا زينب أرسل رسول الله صلى الله عليه وسلم يذكرك قالت ما أنا بصانعة شيئا حتى أوامر ربي[28]

"جب سیدہ زینب بنت جحشؓ کی عدت ختم ہو گئی تو رسول اللہ نے سیدنا زیدؓ سے فرمایا کہ زینب بنت جحشؓ کو میری طرف سے نکاح کا پیغام دو۔ جب سیدنا زیدؓ اس کے پاس آئے تو وہ آٹے کا خمیر کر رہی تھی۔ وہ فرماتے ہیں جب میں نے سیدہ زینب کو دیکھا تو میرے دل پر ان کا رعب طاری ہو گیا، یہاں تک کہ میں اسے دیکھنے کی ہمت نہیں کر پا رہا تھا کیونکہ رسول اللہ نے ان کو پیغام نکاح بھیجا تھا، تو میں نے ان کی طرف پشت کر کے کہا کہ اے زینب! رسول اللہ نے آپ کی طرف پیغام نکاح بھیجا ہے، تو انہوں نے جواب دیا کہ میں اپنے رب سے مشورہ (استخارہ) کئے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کروں گی۔"

ان روایات سے بھی واضح طور پر ثابت ہوا کہ طلاق اور بیوگی کے بعد اپنی مرضی سے نکاح کرنا عورت کا حق ہے اور اسے نکاح سے روکنا یا اس کو اختیار سے محروم کرنا رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کی خلاف ورزی اور معاشرتی بگاڑ کا سبب ہوگا۔ لہٰذا سیرت طیبہ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے طلاق و بیوگی کے بعد نکاح کی حوصلہ افزائی کی جائے اور اس معاملے میں عورت کو مکمل اختیار دیا جائے۔

طلاق و بیوگی کے بعد نکاح سے محرومی کے حوالے وضعی قانون

آئین پاکستان کے آرٹیکل 9 میں فرد کی سلامتی کے حوالے سے لکھا گیا ہے کسی شخص کو زندگی یا آزادی سے محروم نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح آرٹیکل 8 میں کہا گیا کہ جس قانون و رسم و رواج سے بنیادی حقوق سلب ہوں وہ کالعدم ہوگا، جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے کہ اسلام بیوہ و مطلقہ کو نکاح کی پوری آزادی و اختیار دیتا ہے، لہٰذا ان کو اس اختیار سے محروم کرنا ان کو بنیادی حق محروم کرنا ہے، جو کہ ایک قانونی جرم ہے۔

عدت طلاق میں نان نفقہ سے محروم کرنا

قبائلی عورت کو درپیش مسائل میں سے ایک عدت طلاق میں نان نفقہ اور خرچہ نہ دینا ہے۔ شریعت اسلامی نے شوہر پر

عورت کے جو حقوق مقرر کئے ہیں، ان میں ایک عدت طلاق میں نان نفقہ دینا ہے۔ عدت طلاق میں نان نفقہ نہ دینے سے عورت کو کئی طرح کے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے کہ ایک طرف رشتہ ازدواج سے نکلنے کا غم ہوتا ہے، تو دوسری طرف اپنے اور بعض اوقات بچوں کے ضروریات زندگی اچانک آنے سے پریشانی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

عدت طلاق میں نان نفقہ دینے کے متعلق سیرت طیبہ کی تعلیمات

شریعت اسلامی نے عورت کی طلاق ہونے کے فوراً بعد مزید پریشانی سے بچانے کے لئے اس کا نان نفقہ اور رہائش شوہر کے ذمے رکھا ہے، ارشادِ ربانی ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ وَاتَّقُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ[29]

"اے پیغمبر (مسلمانوں سے کہہ دو کہ) جب تم عورتوں کو طلاق دینے لگو تو عدت کے شروع میں طلاق دو اور عدت کا شمار رکھو۔ اور خدا سے جو تمہارا پروردگار ہے ڈرو۔ (نہ تو تم ہی) ان کو (ایام عدت میں) ان کے گھروں سے نکالو اور نہ وہ (خود ہی) نکلیں۔"

اسی طرح ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وُجْدِكُمْ وَلَا تُضَارُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ[30]

"(مطلقہ) عورتوں کو (ایام عدت میں) اپنے مقدور کے مطابق وہیں رکھو جہاں خود رہتے ہو اور ان کو تنگ کرنے کے لئے تکلیف نہ دو۔"

سیدنا عمر بن الخطاب سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

المطلقة ثلاثا لها النفقة والسكنى[31]

"اس عورت کا نفقہ اور رہائش شوہر پر ہے، جس کو تین طلاق دیئے گئے ہو۔"

اگرچہ طلاق ثلاثہ کے بعد دورانِ عدت نان نفقہ شوہر کے ذمے ہونے پر فقہا کرام کے درمیان اختلاف ہیں، لیکن احناف سیدنا عمر بن الخطابؓ کے مذکورہ قول کی بنا پر طلاق ثلاثہ کے بعد بھی نان نفقہ شوہر کے ذمے لازم قرار دیتے ہیں۔

یہ روایات اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ عدت طلاق میں عورت کا نان نفقہ شوہر کے ذمے ہوتا ہے گا۔ لہٰذا اگر کسی وجہ سے شوہر بیوی کو طلاق دے دے تو سیرت طیبہ کی تعلیمات کی روشنی میں اسے عدت کے خاتمے تک نان نفقہ دیتا رہے، تاکہ عورت پر بیک وقت کئی پریشانیاں جمع نہ ہو۔

عدت طلاق میں نان نفقہ کے حوالے سے وضعی قانون

مسلم فیملی لاء آرڈیننس 1961ء کی شق 9 کی رو سے شوہر کو اس بات کا پابند بنایا گیا ہے کہ وہ اپنی بیوی کو نان نفقہ مہیاں کریں۔ لیکن اس شق میں عدت طلاق کے بعد کی کوئی وضاحت نہیں۔ البتہ قانون وانصاف کمیشن آف پاکستان کی 2002ء میں جاری کردہ رپورٹ میں واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ دوران عدت مطلقہ عورت اپنے شوہر سے خرچی یا نان نان ونفقہ کی حقدار ہے،

جو اس کی طرف سے انکار کی صورت میں بذریعہ عدالت بھی حاصل کی جاسکتی ہے[32]۔

تعلیم نسواں پر پابندی

قبائلی علاقہ جات میں عورتوں کو درپیش مسائل میں سے ایک ان کو تعلیم سے محروم رکھنا ہے۔اس علاقے میں اگرچہ مردوں کے تعلیم کی شرح کی حد بھی کوئی قابل ستائش نہیں لیکن عورتیں اس معاملے میں کافی پیچھے ہیں۔ جس کا براہ راست اثر گھریلو ماحول اور بچوں کی تربیت پر پڑتا ہے۔

تعلیم نسواں کے متعلق سیرت طیبہ کی تعلیمات

شریعت اسلامی نے مرد وعورت دونوں پر علم کا حاصل کرنا لازم قرار دیا ہے،تاکہ وہ معاشرہ میں عضو معطل بن کر نہ رہے بلکہ معاشرے و ملک کی ترقی اور آئندہ نسل کی تربیت میں اپنا کردار ادا کرسکیں۔اس سلسلے میں سیرت طیبہ میں واضح ہدایات موجود ہیں،جیسا کہ صحیح البخاری میں روایت ہے کہ جب عورتوں نے اپنے لئے ایک الگ مجلس علم کی درخواست کی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے الگ دن مقرر فرمایا:

فاجعل لنا يوما من نفسك فوعدهن يوما لقيهن فيه فوعظهن وأمرهن[33]

" (یارسول اللہ ﷺ) اپنی طرف سے ہمارے لئے ایک دن مقرر کیجئے تو آپ نے ان سے ایک دن کا وعدہ فرمالیا،اس دن آپ ان سے ملتے،انہیں نصیحت کرتے اور احکام کی تعلیم دیتے۔"

اسی طرح صحابیات اور خصوصاً ازواج مطہرات کی زندگیوں کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ رسول اللہ عورتوں کی تعلیم کو کتنی اہمیت دیتے تھے۔اس سلسلے میں سیدہ عائشہؓ کی روایات اور سیدہ ام سلمہؓ کے فتاویٰ واضح ثبوت ہیں۔ازواج مطہرات میں سیدہ حفصہؓ لکھنا جانتی تھی اور خود رسول اللہ نے سیدہ شفا بنت عبداللہ العدویہ کو ام المؤمنین سیدہ حفصہؓ کو کتابت سکھانے کا کہا تھا، جیسے سنن ابی داؤد کی ایک حدیث سے ثابت ہوتا ہے:

عن الشفاء بنت عبد الله قالت دخل علي رسول الله صلى الله عليه وسلم وأنا عند حفصة فقال لیألا تعلمين هذه رقية النملة كما علمتيها الكتابة[34]

"شفا بنت عبداللہؓ فرماتی ہے کہ میں سیدہ حفصہؓ کے پاس موجود تھی کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا کہ تم سیدہ حفصہؓ کو زہریلے کیڑے مکوڑوں کے کاٹنے کا دم کیوں نہیں سکھاتی، جس طرح تم نے اسے لکھنا سکھایا ہے۔"

یہ تمام روایات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مردوں کی طرح عورتوں کو بھی تعلیم کے حصول کا حق حاصل ہے تاکہ وہ اپنی توانائیاں معاشرے کی بہتری واصلاح کے لئے بروئے کار لائے اور نسل نو کی تربیت سے بہتر طریقے سے عہدہ برآں ہو سکیں۔

تعلیم نسواں کے حوالے سے وضعی قانون

آئین پاکستان کا آرٹیکل ۲۵۔اے میں ہے کہ تعلیم بنیادی حقوق میں شامل ہے اور حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہر بچے کو مفت تعلیم مہیاں کریں۔ لہٰذا ملکی آئین کی رو سے ہر بچے کو بغیر جنسی امتیاز کے تعلیم تک رسائی دی جائے گی اور اس بنیادی حق سے محروم کرنا قانونی جرم شمار ہوگا۔ کیونکہ آئین کے آرٹیکل ۸(ا) میں واضح طور لکھا ہے کہ ہر وہ قانون اور رسم ورواج کالعدم ہوگا جو آئین کے بنیادی حقوق سلب کرتے ہوں۔

خلاصہ بحث

پاکستان سے ملحقہ قبائل دین اور ملک سے بے پناہ محبت رکھنے والے لوگ ہیں اور ان کے زندگی کے طور طریقے اور رسوم وروایات اس پر دلالت کرتے ہیں۔ اگرچہ ان کے اکثر رسوم شریعت اسلامی کے عین مطابق ہیں، لیکن بعض رسوم وروایات ایسی ہیں کہ جو شرعی لحاظ سے قابل اصلاح ہیں۔ پھر ان رسوم وروایات میں اکثر عورتوں سے متعلق ہیں جو ان کے لئے مشکلات و مسائل کا باعث بنتی ہیں اور معاشرے کی بہتری کے لئے ان کو کردار ادا کرنے سے روکتی ہیں اور بعض اوقات قبائلی روایات پر عمل کرنے سے وہ شریعت کی عطا کردہ حقوق سے محروم ہو جاتی ہیں۔ سیرت طیبہ میں ان تمام مسائل کا نہایت عمدہ حل موجود ہے۔ نکاح میں اختیار دینا، طلاق و بیوگی کے بعد نکاح کا حق دینا، عدت طلاق میں نان نفقہ دینا، بیک وقت تین طلاق کا نہ دینا، تعلیم و تعلم کا حق دینا، جسمانی تشدد نہ کرنا اور اسی طرح جائیداد میں ان کا حصہ دینا وغیرہ کے مسائل سے سیرت طیبہ کو سامنے رکھ کر آسانی سے چھٹکارا حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح پاکستان میں چونکہ اس حوالے سے وضعی قوانین میں بھی ان مسائل کا حل بیان کیا گیا ہے، لیکن یہ مسائل جوں کے توں موجود ہیں لہٰذا ان قوانین کو سیرت کی روشنی میں بیان کرنے سے ان کو مزید تقویت حاصل ہوگی اور معاشرے کی فضا کو مزید خوشگوار بنایا جاسکتا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

1 سورۃ الاعراف 7: 189

2 امام ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد (دار المصطفی البابی الحلبی، (س۔ن) کتاب ا لنکاح، باب فی البکر یزوجھا ابوھا ولا یستأمرھا، حدیث (2096)

3 جب آقا اپنی باندی کا نکاح کسی آزاد یا غلام شخص سے کرا دیتا ہے، پھر اسے آزاد کر دیتا ہے تو اس آزاد شدہ باندی کو اپنے شوہر سے الگ ہونے یا نہ ہونے کا اختیار حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ فرقت قاضی کے فیصلے کے بغیر صرف آزاد شدہ باندی کے اختیار پر موقوف ہوتا ہے اور اس میں خیار بلوغ کی طرح مجلس تک خیار حاصل ہونے کا کوئی شرط مقرر نہیں۔ (علی بن الحسین بن محمد السغدی، النتف فی الفتاویٰ (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، 1404) 1: 307

4 امام نسائی،، احمد بن شعیب، سنن النسائی (حلب: مکتب المطبوعات الاسلامیہ، 1406ھ/ 1986ء) کتاب آداب القضاۃ، باب شفاعۃ الحاکم للخصوم الحکم، حدیث (5417)

5 Pakistan penal code(Act XLV 1860),Chapter: 20-A, Section : 498-B

6 امام مسلم، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم (بیروت: داراحیاء التراث العربی (س-ن) کتاب الھبات، باب کراہۃ تفضیل بعض الاولاد فی الھبۃ، حدیث (1623)

7 امام ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ (حلب: داراحیاء الکتب العربیۃ (س-ن) کتاب الوصایا، باب الحیف فی الوصیۃ، حدیث (2703)

8 امام بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری (دار طوق النجاۃ، 1422ھ) کتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی سبع ارضین، حدیث (3198)

9 Pakistan penal code(Act XLV 1860),Chapter: 20-A, Section : 498-A

10 صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب انقضاء العدۃ المتوفی عنہا زوجہا، حدیث (1498)

11 صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب انقضاء العدۃ المتوفی عنہا زوجہا، حدیث (1498)

12 عینی، بدرالدین محمود بن احمد، عمدۃ القاری (بیروت: داراحیاء التراث العربی (س-ن) 24: 21

13 لعان ایسی گواہیاں ہیں جو قسموں کے ساتھ موکد ہوتی ہیں اور یہ لعنت پر مشتمل ہوتی ہے۔ یہ شوہر کے حق میں حد قذف جبکہ بیوی کے حق میں حد زنا کے قائمقام ہوتا ہے۔ اس کا طریقہ قرآن کریم میں بیان فرمایا گیا ہے کہ جب کوئی شوہر اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے اور اس کے ساتھ اپنے علاوہ کوئی گواہ نہ ہو تو قاضی کے سامنے پہلے شوہر اپنی سچائی پر چار قسمیں کھائے گا جبکہ پانچواں قسم جھوٹا ہونے کی صورت میں اپنے آپ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت بھیج کر کھائے گا۔ اس کے بعد اسی طرح عورت بھی اسی طریقے سے پانچ قسمیں کھائے گی۔ دونوں کے پانچ پانچ قسمیں پوری ہونے کے بعد قاضی ان کے درمیان جدائی کا فیصلہ کرے گا۔ لیکن ان دونوں میں جو کوئی بھی قسم لینے سے رکا، اس پر حد جاری کی جائے گی۔ اگر مرد نے قسم سے انکار کیا تو اسے حد قذف لگائی جائے اور عورت کے انکار پر اس کو حد زنا لگائی جائے گی۔ (نسفی، عبداللہ بن احمد بن محمود، کنزالد قائق (لبنان: دارالبشائر الاسلامیۃ، 2011ء) 1: 301)

14 Pakistan penal code(Act XLV 1860),Chapter: 20-A, Section : 311

15 سورۃ الاعراف، 7: 189

16 سورۃ النساء 4: 19

17 امام ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی (مصر: شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابلی الحلبی، 1395ھ/ 1975ء) ابواب المناقب، باب فی فضل ازواج النبی ﷺ، حدیث (3895)

18 سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی التجاوز فی الامر، حدیث(4786)

19 صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب المطلقۃ ثلاثا لا نفقۃ لہا، حدیث(1480)

20 Pakistan penal code(Act XLV 1860),Chapter: 20-A, Section : 350

21 Pakistan penal code(Act XLV 1860),Chapter: 20-A, Section : 354

22 سنن النسائی، کتاب الطلاق، باب الثلاث المجموعۃ وما فیہ من التغلیظ، حدیث(3401)

23 المرغینانی، علی بن ابی بکر برہان الدین، ہدایہ فی شرح بدایۃ المبتدیٔ(بیروت: دار احیاء التراث العربی(س-ن)1: 201

24 https://www.samaa.tv/urdu/latest/2018/09/1287847/

25 صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب لا ینکح الاب وغیرہ البکر والثیب الا برضاھا، حدیث(5136)

26 ابن قیم الجوزیۃ، محمد بن ابی بکر، زاد المعاد فی ھدی خیر العباد(بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ، 1415ھ/ 1994ء) 1: 301

27 صحیح مسلم، کتاب الکسوف، باب ما یقال عند المصیبۃ، حدیث(918)

28 صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب زواج زینب بنت جحش ونزول الحجاب واثبات الولیمۃ العرس، حدیث(1428)

29 سورۃ الطلاق65: 1

30 سورۃ الطلاق65: 6

31 الطحاوی، ابو جعفر احمد بن محمد، شرح معانی الآثار(قاہرہ، مؤسسۃ الرسالہ، 1422ھ)، کتاب الطلاق، باب المطلقۃ طلاقا بائنا ماذا لہا علی زوجہا فی عدتھا، حدیث(4523)

32 Law and justice Commission of Pakistan ,page :10, December ,2002

33 صحیح البخاری، کتاب العلم، باب ہل یجعل للنساء یوم علی حدۃ فی العلم، حدیث(101)

34 سنن ابی داؤد، کتاب الطب، باب ما جاء فی الرقی، حدیث(3887)